AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, March 2022, PP: 67-82
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

آدابِ لباس اور اس کے مقاصد- عہدِ نبوی کے تمدن کا خصوصی مطالعہ

The Manners of Dressing and its Objectives: An Abriged Study of the Culture of Prophet's Era

Muhammad Arfan [1], Hafiz Muhammad Rasheed [2*]
[1] Visiting Lecturer Islamic Studies, Punjab University, Gujranwala Campus, Pakistan
[2] Lecturer Islamic Studies, Govt. Post Graduate Islamia College, Gujranwala, Pakistan

ABSTRACT

Dressing is an inevitable and natural need for humankind. It is a silent language of a man's social, economic, psychological and cultural life. A person's dress describes his society, values, traditions, lifestyle and financial condition. Every society has its style of wearing and clothing that differs from others. Being a Deen (code of life), Islam also guides in terms of dressing. This article deals with significance, objectives and the Islamic perspective of dressing. The research is based on the various studies made in philosophy and Islamic ideology of dressing. The article discusses the shariah obligations regarding dressing such as covering, purity, aesthetics and the distinction as per gender. In addition, a significant research is also presented on the disliked and unlawful dressings. The researchers have also made a good attempt in description of piety in dressing. The article concludes itself on the instructions to follow Islamic code of dressing in our daily life. The Prophet Muhammad (peace be upon him) taught his followers to observe their dress, considering the situations and events. He classified the dressing into valid and invalid and introduced the basic principles of dressing. If a society or a person observed these rules, he does not only beautify his personality, but also promote Islamic civilization and norms of social life.

Keywords: *Cultural Life, Islamic Civilization, Islamic Ideology, Islamic Perspective.*

*Corresponding author's email: drmirfan84@gmail.com

CC BY

تمہید:

لباس تہذیب کا وہ مظہر ہے جو انسانی تاریخ، تمدنی پیدائش اور جغرافیائی وسعتوں پر محیط ہے۔ یہ مظہر ہمیشہ سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی خصوصیات سے وابستہ رہا ہے،اسے دیکھ کر انسان کی نفسیات، سماجی و معاشی حیثیت اور خاندانی پس منظر کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی واحد مخلوق ہے جسے لباس پہننے کا حکم دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں بھی لباس عطا کیا گیا اور یہی چیز انسان کی فطرت میں ڈال دی گئی۔ دنیا کے ابتدائی دور میں بھی جب انسان کپڑا سازی کی صنعت سے نا آشنا تھا، تب بھی وہ درخت کے پتوں اور جانوروں کی کھال وغیرہ سے لباس کا اہتمام کرتا تھا۔لباس انسان کی تین ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ اول، اس کو موسمی شدت وحدت سے محفوظ رکھتا ہے۔ دوسرا، اس کی شرم گاہ کی حفاظت میں معاون ہوتا ہے اور تیسرا یہ انسان کو آرائش وزیبائش میں معاونت کرتا اور اسے عزت ووقار کی دولت سے نوازتا ہے۔ انسان میں یہ چیز ودیعت کی گئی ہے کہ وہ نیک نامی کا طالب اور نمایاں نظر آنا چاہتا ہے اور وہ اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ لوگ اس کو سراہیں اور اس کی مدحت کریں۔ وہ موسمی تغیّرات، اپنی معاشی و معاشرتی حیثیت اور موقع و محل کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے لباس کا انتخاب کرتا ہے جو ہر خاص و عام کے لیے دلکشی اور جاذبیت کا مرکز ہو۔انسان کی نفاست، ذوق اور رجحانات کا اظہار لباس سے ہی ہوتا ہے۔لباس کا مطالعہ مختلف موضوعات جیسے نفسیات، اخلاقیات، اقتصادیات، عمرانیات، مذہب، قانون، تاریخ، جغرافیہ اور تمدن کے تحت کیا جاتا ہے۔ ہر مضمون اور شعبہ کا محقق لباس کی ضرورت و افادیت اپنے موضوع کے حوالے سے بیان کرتا ہے۔ درج بالا شعبہ جات میں معاشرت اور مذہب کے محققین کی لباس کے حوالے سے بحث دلچسپی کا باعث بنتی ہے لیکن تمدن وہ ذریعہ ہے جو درج بالا تمام شعبہ جات کی ترجمانی کرتا ہے۔ لہٰذا تمدن کے تحت لباس کا مطالعہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ ڈاکٹر غلام علی حداد لباس اور تمدن کا رشتہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لباس اور تمدن کے درمیان اس قدر مضبوط رشتہ ہے کہ جس وقت کوئی غیر ملکی یا اجنبی کسی نئے احول و معاشرے میں وارد ہوتا ہے تو پہلی چیز جس سے ہم اس کو پہچانتے ہیں، وہ اس کا لباس ہے۔ گویا انسان اپنے لباس کے ذریعے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں اور ہر شخص اپنے لباس کی زبان سے ہی اپنا تعارف کراتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ میرا کس دنیا اور کون سے تمدن سے تعلق ہے۔"[1]

لباس قومی تشخص اور ملی تمدن کا آئینہ ہوتا ہے، اس لیے اپنی قومی و ملی انفرادیت کے لیے ضروری ہے کہ کسی دوسری قوم اور معاشرت کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔ مسلمان کے لیے حتمی معیارِ زندگی پیغمبرِ اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قرار دیا گیا ہے، اگر کوئی محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنا آئیڈیل مان کر ان کے کردار جیسا اپنا کردار بنانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا۔ اسلام آخری الہامی دین ہونے کے باعث انسان سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلام کو نظامِ حیات کے طور پر اپنائے۔ معاشرت، معیشت، سیاست، سماج کے ساتھ تمدنی روایات میں بھی اسلامی تعلیمات نافذ کرے۔ تمدن کی اہمیت کے پیشِ نظر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اہلِ کتاب اور غیر مسلموں کے طرزِ حیات اور ان کی روایات کی عدم موافقت کا حکم دیا اور اسلامی تمدن کی حفاظت اور اس کی بقا کے لیے ہدایات جاری فرمائیں۔ ایک مرتبہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انصار کے عمر رسیدہ لوگ جن کی داڑھیاں سفید ہو چکی تھیں، کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

يا معشر الانصار حمّروا وصفّروا، وخالفوا اهل الكتاب،قال،فقلنا: يارسول اللهﷺ! انّ اهل الكتاب يتسرولون ولا يأتزرون، فقال النبیﷺ: تسرولوا وائتزروا وخالفوا اهل الكتاب۔ قال، فقلنا: يارسول اللهﷺ! انّ اهل الكتاب يتخفّفون ولا ينتعلون۔قال، فقال النّبیﷺ: فتخفّفوا وانتعلوا وخالفوا اهل الكتاب۔ قال، فقلنا: يارسول اللّٰهﷺ! انّ اهل الكتاب يقصون عثانينهم ويوفّرون سبالهم۔ قال، فقال النّبیﷺ: قصّوا سبالكم ووفّروا عثانينكم وخالفوا اهل الكتاب[2]

ترجمہ: اے انصار کی جماعت! اپنی داڑھیوں کو سرخ اور زرد کیا کرو اور اہلِ کتاب کی مخالفت کیا کرو۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اہلِ کتاب تو شلواریں پہنتے ہیں، تہبند نہیں پہنتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم شلواریں بھی پہنا کرو اور تہبند بھی اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اہلِ کتاب موزے پہنتے ہیں اور جوتے نہیں پہنتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم موزے بھی پہنو اور جوتے بھی اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اہل کتاب اپنی داڑھیاں چھوٹی کرواتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مونچھیں چھوٹی رکھو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

اسی طرح ایک موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے لباس میں راہبوں کی مشابہت کو رسول اللہ ﷺ کے طرزِ حیات سے متصادم ارشاد فرمایا۔[3]

ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ تمام امور جن سے تمدن کا اظہار ہوتا ہے، ان میں غیر مسلموں کے تمدنوں کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کا تشخص اور اسلام کی انفرادیت برقرار رہے۔ اس کے ساتھ ان غیر مسلموں کی مخالفت میں کوئی غیر شرعی و غیر فطری عمل سرزد نہیں ہونا چاہیے۔ خضاب، داڑھی اور لباس کے حکم میں یہود و نصاریٰ کے طرزِ حیات اور معاشرت کی مخالفت ہی مطلوب تھی۔

اسلام کا فلسفہ لباس

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جس چیز کی بھی بنیاد ڈالی، وہ بلا سبب نہ تھی بلکہ اس کے پیچھے کوئی وجہ تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت سے انسان کے تمام امور میں بھی کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر اس کی وجہ کوئی اور سمجھی جاسکتی ہے مگر حقیقت میں اس کا مقصد ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ نیوز چینل پر کمرشلز کا اصل کام پیغام رسانی ہوتا ہے، مساجد کا اصل مقصد ادائیگی نماز کے ساتھ مسلمانوں کو ایک جگہ متحد اور جمع کرنا ہوتا ہے، خوراک کا اصل مقصد روح کا جسم سے رشتہ بحال رکھنا ہوتا ہے نہ کہ بسیار خوری کرنا۔ اسلام میں لباس کے اصل مقاصد میں انسان کی فطری ضرورت کو پورا کرنا، اس کے جسم کو موسمی شدت سے محفوظ بنانا، زیب و زینت اور تقویٰ کا حصول ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَابَنِيْ آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُوَارِيْ سَوْءَاتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوَىَ ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾[4]

ترجمہ: اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے لیے ستر پوش بھی ہے اور زینت بھی۔ مزید بر آں تقویٰ

کا لباس ہے جو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے ہے تا کہ وہ یاددہانی حاصل کریں۔

اسلام نے لباس کو اعلیٰ ترین انسانی اور تہذیبی روایت کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اس باب میں موجود ہر قسم کی غلط فہمیوں کو رفع کیا۔ درج بالا آیت میں لباس کا ایک مقصد 'ریش' کے لفظ سے بیان ہوا ہے۔ 'ریش' پرندے کے پر کو کہتے ہیں جو اسے موسم کی شدت سے محفوظ رکھتے ہیں۔ پرندوں کا حسن و جمال زیادہ تر ان کے پروں سے ہی وابستہ ہو تا ہے، گویا زیب و زینت لباس کا ایک بنیادی مقصد ہے۔ نبی اکرم ﷺ جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو یہ دعا فرماتے تھے، جس سے لباس کا مقصد واضح ہو جاتا ہے:

الحمدللّٰهِ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل به فی الناس واواری به عورتی[5]

ترجمہ: خدا کا شکر ہے کہ اس نے لباس دیا جس سے میں لوگوں میں زینت پکڑ تا ہوں اور اپنا ستر ڈھانپتا ہوں۔

اسلام وہ واحد دین ہے جس میں لباس کے بغیر عبادت کا تصور ہی ناممکن ہے۔ اسلام نے ایسے تمام تصورات و نظریات کو مسترد کیا جس میں برہنہ ہو کر عبادت کو قبولیت کی علامت قرار دیا جاتا تھا۔ اسلامی تمدن کے مطابق لباس ایسا ہونا چاہیے جس سے معاشرتی اقدار اور مذہبی پابندیاں بھی پامال نہ ہوں اور زینت و خوبصورتی بھی حاصل ہو جائے۔ اسی طرح لباس کی کچھ تمدنی، معاشرتی اور سماجی قدریں بھی ہوتی ہیں۔ انہی قدروں کو سامنے رکھتے ہوئے لباس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ پروفیسر یاسین مظہر صدیقی اس تمدنی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے لباس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "بہت سی سماجی اور تہذیبی اقدار حسنِ معاشرت اور جمالِ حیات کے لیے ہوتی ہیں اور ان کی رعایت دین و شریعت بھی کرتے ہیں۔ ان میں افراد و طبقات کے ملبوسات، سماجی و اقتصادی اور دینی مقام و مرتبہ کے لحاظ سے لباسوں اور موقع و محل کے تقاضوں کے اعتبار سے کپڑوں کا استعمال شامل ہے اور صرف تہذیب و تمدن کے تقاضوں کا لحاظ بھی ضروری ہے۔"[6]

زیرِ نظر مقالہ میں لباس کے معاشرتی اور تمدنی حوالے سے روایات بیان کی جائیں گی۔ بہت سی تمدنی روایات حسنِ معاشرت اور حسنِ جمالیات کی آئینہ دار ہوتی ہیں اور ان کی رعایت دین و شریعت بھی کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں لباس کے حوالے سے درج ذیل احکامات نازل کیے گئے ہیں۔

ستر پوشی

اسلام برہنگی کو انسانی فطرت کے خلاف سمجھتے ہوئے حرام قرار دیتا ہے۔ سرزمینِ حجاز میں مشرکینِ مکہ نے اپنے مالی مفادات و مذہبی اجارہ داری برقرار رکھنے کے لیے برہنہ ہو کر طواف کرنے کو اصل عبادت قرار دیا تھا۔ مرد عام طور پر برہنہ ہو کر ہی طواف کیا کرتے تھے جب کہ خواتین صرف چاک والا ایک کُرتا پہن کر طواف کیا کرتی تھیں۔ اس حالت میں چادر کے کھلنے اور برہنہ ہونے کا بہت زیادہ امکان ہوتا تھا، اس کا ثبوت ایک عورت کے دورانِ طواف پڑھے جانے والے اشعار ہیں، وہ کہتی ہے:

الیوم یبدو بعضهٗ او کلهٗ وما بدامنه فلا احلّهٗ[7]

ترجمہ: آج اس کا (ستر کا) کچھ حصہ کھل جائے گا یا یہ پورے کا پورا لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا لیکن بہر حال اس کا جو بھی حصہ ظاہر ہو، میں اسے دوسروں کے لیے جائز نہیں کروں گی۔

دورِ جاہلیت میں برہنہ ہو کر کام کرنے کو ثواب، تیزی اور چستی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کے اعلانِ نبوت سے قبل خانہ کعبہ کی تعمیر میں حصہ لینے والے لوگوں نے برہنہ ہو کر کام کیا۔ عہدِ جاہلیت میں عورتوں اور مردوں کے مخلوط حمام ہوا کرتے تھے جن میں مرد و خواتین اکٹھے غسل کرتے یا مرد باہم مل کر اور عورتیں اپنی ہی ہم جنس کے ساتھ مل کر اکٹھی برہنہ غسل کیا کرتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ سر راہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو کھلے میدان میں برہنہ نہاتے دیکھا تو عمومی حکم فرمایا کہ نہاتے وقت پردہ کرے اور ستر بے حجاب نہیں ہونی چاہیے۔ ارشاد فرمایا:

ایّاکم والتّعرّی، فانّ معکم من لا یفارقکم الا عند الغائط، وحین یفضی الرّجل الی اھلہٖ فاستحیوھم واکرموھم[8]

ترجمہ: تم لوگ برہنہ ہونے سے بچو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو صرف ضرورت کے وقت (قضائے حاجت) یا بیوی سے ہمبستری کے وقت جدا ہوتے ہیں۔ اس لیے تم ان سے شرم کرو اور ان کا لحاظ رکھو۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تنہائی میں بھی اس چیز کی اجازت نہیں کہ بے لباس ہوا جائے کہ اللہ تو ہر جگہ موجود ہے اور انسانوں کی نسبت اللہ اس چیز کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔[9] لہٰذا انسان کو ہر وقت ستر پوشی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ملکِ شام سے کچھ خواتین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ شام میں خواتین بھی حماموں میں جاتی ہیں؟ ان کی طرف سے اثبات میں جواب سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی مکرم ﷺ کا فرمان سنایا کہ جو عورت اپنے کپڑے اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور اتارتی ہے تو وہ اپنے پردے کو جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے، ختم کر دیتی ہے۔ قرآن مجید نے ستر ڈھانپنے کے ساتھ مزید اہتمام کو اسلامی تمدن کی خصوصیت قرار دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یَاأَیُّھَاالنَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِن جَلَابِیْبِھِنَّ ذَلِکَ أَدْنَی أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ﴾[10]

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصہ (اپنے منہ پر) لٹکا لیا کریں، یہ اس کے بہت قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔

قرآن مجید کے یہ الفاظ "کہ انہیں پہچان لیا جائے اور ان کو تکلیف نہ دی جائے" اسلامی تمدن اور تشخص کو واضح کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ درج بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عورت جب کسی ضرورت کی بناء پر باہر نکلیں تو اپنی چادروں سے سر کو اور چہرے کو اس طرح ڈھانپ لیں کہ فقط ایک آنکھ کھلی رہے۔[11]

علامہ زمخشری نے اس آیت کے دو محل بیان کیے گئے ہیں ایک یہ کہ چادر کو اچھی طرح سے پورے جسم پر لپیٹا جائے یا چادر کے ایک حصہ سے سر اور چہرہ اور دوسرے حصے سے باقی بدن کو ڈھانپ لیں۔[12] عہدِ رسالت میں ازواجِ مطہرات اور دیگر مسلمان خواتین کا یہ خاصہ تھا کہ گھر سے باہر نکلتے وقت وہ اپنی چادروں سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتی تھیں۔ واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس کی خوبصورت مثال ہے۔

آپ ﷺ نے غزوۂ حنین کے چھ ہزار قیدیوں کو رہائی دیتے ہوئے چھ ہزار جوڑے (مصر کے کپڑے) عنایت فرمائے تھے تاکہ یہ افراد بھی اپنے ستر کو ڈھانپ سکیں اور موسمی تغیرات سے خود کو محفوظ رکھیں۔ ایسے لباس جو ستر پوش نہ ہوں اور جن سے شرمگاہ نہ چھپ سکے تو ایسے پہناوے سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام کو اس چیز سے غرض نہیں کہ قمیص میکسی نما ہو یا فراک نما، شلوار ہو یا پاجامہ،

ساڑھی ہو یا کوئی اور لباس، اصل مقصود یہ ہے کہ وہ ستر پوش ہو، جس سے جسمانی ساخت اور جسمانی اعضاء نمایاں نہ ہوں۔ وہ خواتین جو مکمل پردہ میں باہر نکلتی ہیں، وہ ایک حد تک ہوس پرست نگاہوں سے محفوظ رہتی ہیں لیکن جو خواتین بے پردہ، تنگ اور چست لباس پہن کر، میک اپ کر کے اور اپنے لباس پر پرفیوم اسپرے کر کے خوشبوؤں کی لپٹوں میں گھر سے نکلتی ہیں، وہ یقینی طور پر ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بنتی ہیں، ان پر آوازیں بھی کسی جاتی ہیں اور بسا اوقات ان کی عزت بھی محفوظ نہیں رہتی۔

صاف ستھرا اور خوبصورت لباس

معاشرے کی نزافت اور نزاکت کا اندازہ اس کے لوگوں کے لباس اور طرزِ حیات سے کیا جاتا ہے۔ انسان فطری طور پر صفائی کو پسند اور گندگی و غلاظت سے نفرت کرتا ہے۔ اسی فطری خوبی کی وجہ سے وہ خوبصورت ماحول، تازہ آب و ہوا، اچھے اور خوبصورت لباس کی طرف راغب رہتا ہے۔ اگرچہ نبی کریم ﷺ کسی بھی معاملے میں تکلف نہ فرماتے تھے لیکن آپ کا لباس ہمیشہ صاف ستھرا ہوتا۔ اگر کبھی کہیں کوئی دھبہ ظاہر ہوتا تو اسے دھو کر صاف فرمالیتے۔ آپ ﷺ انتہائی نفیس، عمدہ اور خوبصورت لباس زیب تن فرماتے تھے۔ سادگی اور تقویٰ کے نام پر میلے کچیلے اور گندے کپڑے پہننا سنت کی اتباع نہیں بلکہ اس کی مخالفت ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا اسے کپڑے دھونے کو پانی نہیں ملتا؟[13]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب خوارج کے پاس ان سے مذاکرات کے لیے گئے تو یمن کا سب سے عمدہ جوڑا زیب تن کیا۔ انہوں (خارجیوں) نے ابن عباس کو خوش آمدید کہا اور اچھے اور صاف ستھرے لباس کی مذمت کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ کیا پہنا ہوا ہے؟ عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ تو بہتر سے بہترین لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔[14]

نبی مکرم ﷺ کے لباس اور پہناوے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے پیوند لگے لباس کو ہی زیب تن نہیں کیا بلکہ عمدہ ترین کپڑا بھی استعمال فرمایا۔ آپ ﷺ کو شاہِ ذی یزن نے تینتیس (33) اونٹوں کے بدلے خریدی گئی پوشاک تحفہ میں بھیجی، آپ ﷺ نے اسے ذاتی طور پر استعمال کیا۔ پھر آپ ﷺ نے بھی بادشاہ کو ایک جوڑا بطور تحفہ بھیجا جسے بیس سے زائد اونٹنیاں دے کر آپ ﷺ نے خریدا تھا۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کے اس طرزِ عمل سے مدنی تمدن و معاشرت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس میں تحائف کے تبادلہ کے ساتھ اس شخص کی معاشرتی حیثیت کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا۔ اسی طرح ریاست کے ذمہ داران کے لیے بھی اس میں سبق ہے کہ جب کسی دوسری ریاست کا حکمران کوئی تحفہ دے تو اسے بھی ویسی ہی محبت دی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَابَنِيْ آدَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وكُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُواْ﴾[15]

ترجمہ: اے بنی آدم! ہر مسجد کی حاضری کے وقت (اپنے لباسوں میں) زینت اختیار کرو، اور کھاؤ پیو، البتہ اسراف نہ کرو۔

اسلامی نظامِ حیات میں صاف ستھرے لباس پر انتہائی زور دیا گیا ہے۔ دینی نقطہ نظر سے بھی ستر پوشی کے ساتھ زیب و زینت کا خیال رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا خاص حکم دیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان جب میری بندگی کے لیے آئے تو لازماً ستر پوشی بھی کرے اور زیب و زینت کا سامان بھی کرے۔ یہاں لباس کے ساتھ زینت کا لفظ اس لیے لایا گیا کیونکہ مشرکین کی طرف سے برہنگی اختیار کرنے کا یہی فلسفہ دیا گیا تھا کہ لباس سے عاجزی و انکساری نہیں ملتی جس کی وجہ سے عبادت میں مطلوب چیز کا حصول ممکن

نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس تمدنی برائی کو ختم کیا کہ برہنگی سے تزکیہ نہیں بل کہ برائی اور بے حیائی جنم لیتی ہے۔

لباسِ تقویٰ

اسلام تقویٰ اور پرہیز گاری کا درس دیتا ہے اور اس میں تکبر، فخر و اور غرور کا اظہار کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ لباس دراصل دل کے اندر بسنے والے ایمان اور تقوی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلام ایسا لباس پہننے کا حکم دیتا ہے جس سے ایک مسلمان اپنے رب کی قربت میں آجائے۔ ایسے افراد جو لباس کو محض شہرت اور تکبر کے اظہار کے لیے استعمال کرتے ہیں، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح کا یعنی ذلت و رسوائی کا لباس پہنائے گا۔ لباس کے معاملے میں تکبر، شہرت اور ریا کا اظہار دو طرح سے ہوتا ہے۔ شہرت اور ناموری کی خاطر اپنی حیثیت سے بڑھ کر لباس پہننا اور دینداری کا جھوٹا رعب ڈالنے کے لیے قصداً کم تر اور مخصوص وضع کا لباس پہننا۔

لباسِ تقویٰ کا کام محض ظاہری جسم کا ہی حجاب نہیں بلکہ باطن اور باطنی خیالات کو بھی دفن کرنا ہے، اسی کے ذریعے ایک انسان خود کو جانور سے ممتاز کرتا ہے۔ جب انسان اپنے باطن اور روحانیت سے غافل ہو کر صرف ظاہری تزئین و آرائش میں لگ جائے تو اس کی مثال رفتہ رفتہ ایسی ہو جاتی ہے جیسا نبی مکرم ﷺ نے قربِ قیامت کے لوگوں کے احوال کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔[16] لہٰذا جسمانی آرائش کے ساتھ قلبی اور روحانی صفائی اور تزکیہ حاصل کرنا بھی ضروری ہے ورنہ انسان اپنے ظاہری حسن اور خوبصورت لباس پر ہی تکبر کرنے لگے گا۔ لباس کے باب میں ایسے لباس کے استعمال سے منع کیا گیا جو انتہائی باریک و ملائم ہوں یا انتہائی موٹے و کھردرے ہوں۔ ایسے لباس کے استعمال سے انسان میں تکبر و غرور کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو عاجزی و انکساری کی بجائے اپنے لباس پر اتراتے ہیں اور اکڑ کر چلتے ہیں، نبی ﷺ نے انہیں ناپسند فرمایا ہے۔[17] اس لیے لباس میں اخلاقی اصول و آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ آپ ﷺ کو ابو جہم نے ایک نقشی سے بنی ہوئی چادر پیش کی، آپ نے اسے پہن کر نماز پڑھی۔ دورانِ نماز آپ ﷺ کی نماز چادر کے نقش و نگار پر پڑی، تو سلام پھیر کر وہ چادر واپس کر دی اور فرمایا کہ اس چادر نے مجھے نماز سے غافل کر دیا تھا۔[18] ریشمی کپڑے اور نقش و نگار والے کپڑوں کی ممانعت کی اصل وجہ تقویٰ کا حصول ہے کیونکہ وہ تمام احادیث جن میں ان کی ممانعت کی گئی ہے، اس میں یہی وجہ بتائی گئی ہے کہ میں اسے اس لیے استعمال نہیں کروں گا کہ اس نے مجھے نماز سے غافل کر دیا۔

ایسا لباس جو اسراف اور تکبر کی بنیاد پر پہنا جائے، اسے پہننے سے منع کیا گیا ہے جبکہ تکبر کیے بغیر کوئی بھی لباس پہنا جاسکتا ہے سوائے ریشم کے، کہ اس کی خصوصی ممانعت ہے۔ آپ ﷺ نے قسی (ریشمی کپڑا) اور معصفر (کسم میں رنگا ہوا کپڑا) پہننے سے منع فرمایا،[19] یہ ممانعت خالص ریشمی کپڑے کے لیے ہے۔ اگر کسی کپڑے میں کوئی ریشمی دھاگے کی آمیزش ہو تو اسے پہنا جاسکتا ہے۔ رومی بادشاہ نے آپ ﷺ کو باریک ریشمی کپڑے کا ایک چوغہ تحفہ میں بھیجا، آپ ﷺ نے اسے زیب تن فرمایا، پھر اتار کر اسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ وہ یہ چوغہ پہن کر حاضرِ خدمت ہوئے تو انہیں فرمایا کہ یہ تمہارے پہننے کے لیے نہیں بلکہ تم اسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔[20] اس کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ ممانعت مردوں کے لیے ہے جبکہ خواتین کو اجازت ہے کہ وہ ریشمی لباس پہن سکتی ہیں۔ ایک حدیث کے مطابق اگر کوئی شخص بڑائی اور تکبر کی بنیاد پر اپنا لباس گھسیٹتا ہوا چلتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ترین افراد میں شامل ہے۔[21] یہاں عمومی بات کی گئی ہے اور ریشم یا کسی بھی کپڑے اور لباس کا نام نہیں لیا گیا، لہٰذا اصل چیز عاجزی اور

انکساری ہے۔ اسی اصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ریشمی کپڑے کے علاوہ دیگر ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کے پیچھے اگر تکبر اور ریا کا عنصر شامل ہو تو وہ بھی ریشم کے حکم میں ہی شامل ہو گا۔ تکبر اور بڑائی کی نیت سے کاٹن وغیرہ بھی پہنی جائے تو وہ بھی اسی زمرے میں آئے گی۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"ایسا لباس جس کی طرف بے اختیار لوگوں کی انگلیاں اٹھیں، پہننا ٹھیک نہیں خواہ وہ امیروں کی زرق برق پوشاکیں ہوں یا مولویوں کا نمائشی عبا، جبہ یا صوفیوں کی گیروا رنگ کیونکہ ایسے کپڑوں کے پہننے والوں کا اصل منشا اپنے کو دوسروں سے ممتاز بنانے کی چھپی خواہش ہوتی ہے اور یہ تفوق و امتیاز کی ہوس نفس کا کھلا غرور ہے۔"[22]

لیکن اضطراری صورت میں ممنوعہ لباس پہنا جا سکتا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمن بن عوف کو ان کی بیماری (خارش) میں خالص ریشم پہننے کی اجازت بھی دی تھی۔[23] یہ اسلامی شریعت کا حسن ہے کہ اگر کسی سے لاشعوری یا لاعلمی یا کسی ہنگامی حالات کے تحت ایسا فعل سرزد ہو جائے یا ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو قابلِ سرزنش اور قابلِ سزا ہو تو وہ قانون معطل ہو جاتا ہے اور اس کے لیے رخصت کا اعلان کر دیا جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ روایت میں بیان ہوا۔ یہاں ضرورت اور مجبوری کا مطلب یہ ہے کہ جیسے لڑائی میں زرہ کے نیچے ریشمی کپڑے پہنتے ہیں تاکہ اس کی لوہے کی کڑیاں بدن میں نہ چبھیں یا کسی کے بدن میں کھجلی ہو تو سوتی کپڑے کے کھردرا پن سے بدن کے چھل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے ان دونوں موقعوں پر مرد ریشمی کپڑے پہن سکتے ہیں۔ اگر کوئی دو چار انگلی کی ریشمی دھجی کپڑے میں لگا لے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ تقویٰ کا لباس ایسا لباس ہوتا ہے جو مکمل طور پر ساتر اور مہذب ہو، اسراف اور فضول خرچی کا مظہر نہ ہو، غیر قوموں کی نقالی میں نہ اپنایا گیا ہو، صنفی تقسیم کو مد نظر رکھا گیا ہو، سادگی اور اعتدال کا نمونہ ہو اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہو۔

موقع و محل کے لحاظ سے لباس

انسان ہمیشہ ایک ہی رویے اور عادت کے ساتھ نہیں رہتا بلکہ اس کا رویہ، عادات اور خیالات باطنی اور ظاہری تغیرات کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ظاہری تبدیلی میں سب سے پہلا اثر اس فرد کے لباس سے ظاہر ہوتا ہے۔ انسانی زندگی میں کئی مواقع پر جیسے خاندانی، معاشرتی یا سماجی تقریبات پر وہ رسمی اور اپنے گھر اور قریبی دوستوں سے ملاقات کے وقت وہ معمولی لباس زیب تن کرتا ہے۔ موسمی تغیرات، معاشی حالات اور مختلف تقریبات میں انسانی لباس بھی تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ ان تقریبات کے مطابق لباس پہنتا ہے۔ موقع و محل کے حوالے سے نماز کے اوقات میں خوبصورت لباس پہننے کا حکم ربانی موجود ہے۔ جو شخص روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرنے کے لیے لباس سے متعلق اس ہدایت پر عمل کرتا ہے، اس کا لباس کبھی غلیظ اور گندا نہیں رہ سکتا۔ چونکہ اسلام میں عبادت کا اجتماعی رنگ ہوا کرتا ہے، اس لیے اس سے یہ بھی استنباط کیا جا سکتا ہے کہ ہر اجتماع میں صاف ستھرے لباس میں جانا انسان کی ضرورت بھی ہے، اس کے معاشرے میں عزت و وقار کے لیے بھی لازمی ہے اور اسلامی تمدن کی خوبی بھی ہے۔ اسلامی شریعت میں ایسی چیزیں قابلِ تحسین قرار دی گئی ہیں جن سے انسان کی زینت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی اور زینت کو انسانی فطرت میں رکھا ہے، لہٰذا خوبصورت اور نفیس لباس انسانی فطرت کا تقاضہ ہے۔ قریش کے معاشرتی بائیکاٹ کے تیسرے سال جب وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو

مطلع کیا گیا کہ قریش کا لکھا ہوا معاہدہ دیمک چاٹ چکی ہے تو آپ ﷺ نے یہ خبر اپنے غمگسار چچا ابو طالب کو دی اور فرمایا کہ قریش کو اس بابت مطلع کرنے کے لیے آپ لوگ بہترین کپڑے پہن کر سردارانِ قریش کی مجلس میں جائیں۔[24] سفر ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کی ملاقات حضرت زبیرؓ سے ہوئی جو اپنے سفر تجارت سے واپس مکہ کی طرف جا رہے تھے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو قیمتی کپڑے پیش کیے تھے جو کہ ان حالات میں تحفہ ربانی تھا کہ سفر کی مشقت اور گرد وغبار کی وجہ سے نئے لباس کی ضرورت تھی جسے پہن کر آپ ﷺ نے مدینہ میں داخل ہونا تھا۔ جمعہ کے موقع پر نظافت و زیبائش کا اہتمام کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا گیا کہ جمعہ کے لیے ایک لباس مخصوص کر لیا جائے۔ عیدین کے موقع پر بھی صاف ستھرے اور اچھے کپڑے پہننا سنتِ مطہرہ ہے۔ اسی طرح حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لیے احرام مخصوص لباس ہے جس کے بغیر حج و عمرہ کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ریشم کا دھاری دار جوڑا دیکھ کر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اس جوڑے کو خرید لیں تاکہ جمعہ کے دن اور جب آپ ﷺ وفود سے ملیں تو یہ پہن کر ملا کریں۔[25] لہٰذا لباس کا انتخاب تقریبات کی نوعیت کے حوالے سے کرنا شریعت کا تقاضہ بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی اور اسلامی تمدن کا ناگزیر جزو بھی۔ ایک ہی قسم کے لباس یا ایک ہی رنگ پر اکتفا اور اسی پر اصرار کرنا اور پھر اسے ہی شریعت کا حکم قرار دینا، شریعت، سنت اور تمدنِ اسلامی کی صریح خلاف ورزی ہے۔

صنفی حوالے سے لباس کی تقسیم

مرد و عورت کے جنسی اختلاف کے ساتھ ان کی جسمانی ساخت، عادات، رویے، صلاحیتیں، ذمہ داریاں اور کام کرنے کے طریقے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسی اختلاف کی وجہ سے ہر معاشرے اور تہذیب میں مرد و عورت کے لباس ایک دوسرے سے مختلف ہی ہوتے ہیں جو ان کی اصناف کی ظاہری پہچان بنتے ہیں۔ مرد و عورت کے جسمانی خدوخال کے نمایاں ہونے سے قبل لباس ہی ایک ایسی چیز ہوتی ہے جو ظاہری طور پر مرد و عورت کی صنف کو ظاہر کرتا ہے۔ دونوں کے کپڑوں کے رنگ، معیار، سلائی وغیرہ کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مرد اور عورت کا اپنی صنفی شناخت کو برقرار اور بحال رکھنا ان کی اپنی ذمہ داری ہے۔ اسلام کی تمدنی تعلیمات میں صنفی اختلاط کے علاوہ لباس کا اختلاط بھی ممنوع ہے۔ سر کو ڈھانپنے کے لیے خواتین دوپٹہ جبکہ مرد حضرات ٹوپی یا عمامہ استعمال کرتے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ میں بہت سے ایسے لباس ہیں جو مردوں کے لیے حرام ہیں جبکہ خواتین ان کو پہن سکتی ہیں۔ ریشم مردوں کے لیے حرام جبکہ خواتین اسے پہن سکتی ہیں۔ آپ ﷺ کی صاحبزادیاں ام کلثومؓ ریشمی چادر اور حضرت زینبؓ سرخ دھاری دار ریشمی کرتا پہنا کرتی تھیں[26]۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ریشمی کپڑا دیا تو وہ اسے پہن کر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ یہ کپڑا خواتین کو پہننے کے لیے دیا تھا[27]۔ اسی طرح مردوں کو زعفرانی رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا اور خواتین کو اس رنگ کے لباس کی اجازت دی۔ خوشبو بھی جمال اور خوبصورتی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ مرد و خواتین کے لباس کے رنگوں کی طرح خوشبو میں بھی مرد و عورت کی خوشبوؤں میں فرق رکھا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے مرد و عورت کے لیے اس حوالے سے تعلیم فرمائی:

ألا وطيب الرجال ريحٌ لا لون له ألا وطيب النّساء لون لاريح له [28]

ترجمہ: سنو! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں بو ہو، رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو، بو نہ ہو۔

انسانی زندگی میں تخریب کاری اور معاشرتی بگاڑ کی اصل وجہ ہی یہ ہے کہ انسان اپنی فطرت سے انحراف اور خدائی تخلیق میں تبدیلی شروع کر دیتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے مخالف جنس کی مشابہت کرنے والے (مرد و عورت) پر لعنت فرمائی ہے[29]۔ خواتین کی منفرد شناخت اور پہچان کے لیے فرمایا کہ انہیں (خواتین کو) چاہیے کہ اپنے ناخنوں کو مہندی سے رنگ کر لیا کریں۔ آپ ﷺ نے ایک مخنث (ہیجڑا) کو اسی لیے مقامِ نقیع کی طرف روانہ کروایا تھا کہ اس نے خود کو خواتین کی مشابہت دینے کے لیے مہندی لگائی تھی۔[30] لہٰذا لباس کے انتخاب کے وقت صنفی اختلاف کو ملحوظ خاطر رکھنا انفرادی و اجتماعی ذمہ داری ہے۔ معاشرے میں اگر کوئی فرد یا افراد اس امتیاز کو پسِ پشت ڈال کر باہم اختلاط کرنا چاہیں تو نبی ﷺ کے طرزِ عمل کو سامنے رکھتے ہوئے ریاست و حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قوم کی صالح بنیادوں کے تحفظ کے لیے ایسے افراد سے سختی کے ساتھ نمٹا جائے اور ان کے خلاف کوئی تعزیری یا تادیبی کارروائی کی جائے۔

ناپسندیدہ اور حرام لباس

لباس کا مقصد ستر ڈھانپنا اور زینت حاصل کرنا ہے، تاہم ایسا لباس پہننا ممنوع ہے جس سے لباس پہننے کے باوجود انسان عریاں دکھائی دے۔ اسلام کی آمد سے پہلے جاہلیت جس مقام پر پہنچ چکی تھی، وہ آج کی مہذب قوموں سے زیادہ مختلف نہیں تھی۔ آج جدید تہذیب، ترقی پسند اور روشن خیالی کے خوبصورت نعروں کے ساتھ تاریخ کا طویل سفر طے کرنے کے بعد پھر اسی مقام پر آ پہنچی ہے، جسے دورِ جاہلیت کا نام دیا جاتا تھا۔ دورِ جاہلیت میں بھی خواتین ایسا ہی لباس پہنا کرتی تھیں جس سے بدن کے خطوط نمایاں ہوں، پہن کر باہر نکلنا قطعی حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی خواتین کے متعلق فرمایا:

> صنفان من اہل النار لم ارھما، قوم معھم سیاط کاذناب البقر، یضربون بھا النّاس، ونسآء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤوسھن کاسنمة البخت المائلہِ لا یدخلن الجنّة ولا یجدن ریحھا،وانّ ریحھا لیوجد من مسیرة کذا و کذا[31]
>
> ترجمہ: دو گروہ دوزخی ہیں، جنہیں میں نے دیکھا نہیں ہے۔ ایک وہ جن کے ساتھ گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے جن کو وہ لوگوں پر برسائیں گے (یعنی ظالم حکمران) اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی برہنہ رہیں گی۔ وہ اپنی طرف مردوں کو مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی۔ ان کے سر اونٹ کے جھکتے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہو گی۔

درج بالا روایت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اسلامی تمدن کے ضوابط بنانے میں کس قدر اعلیٰ معیارِ اخلاق کو پیش نظر رکھا چناں چہ ایسا لباس جو ساتر نہ ہو یا جو پہننے کے باوجود چست سلائی اور باریک ہونے کی وجہ سے جسم کو نہ ڈھانپ سکے، اسلام میں حرام ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان کے جسم پر باریک لباس تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ اس کا جسم ظاہر ہو۔[32] حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن نے باریک اوڑھنی اوڑھی ہوئی تھی جسے حضرت عائشہؓ نے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔[33] حضرت عمر نے عورتوں کو ایسے کپڑے پہننے پر پابندی عائد کی تھی جس سے جسم کی ساخت اور بناوٹ نمایاں ہو[34]۔ ایسا لباس جس سے جسم کی رنگت اور خدوخال نمایاں ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے نیچے دوسرا کپڑا لگا لینے سے وہ کپڑا پہنا جا سکتا ہے کیونکہ اس

دوسرے کپڑے نے جسم کو مکمل طرح سے ڈھانپ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے باریک مصری کپڑا دیتے ہوئے اپنے صحابی دحیہ بن خلیفہؓ کو ہدایت فرمائی تھی کہ اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کپڑا لگالیں تاکہ اس کا بدن ظاہر نہ ہو۔[35]

عصرِ حاضر میں بھی اسلامی تمدن کے احیاء، تحفظ اور فروغ کے لیے ضروری ہے کہ دوسری اقوام کے پہناوے اور طرزِ حیات اپنانے کے بجائے اسلامی تعلیمات کے مطابق لباس استعمال کیا جائے اور اسی کی ترویج کی جائے۔ یہ معاشرے میں رہنے والے تمام افراد کی اور حکومتِ وقت کی بنیادی ذمہ داری ہے کیونکہ قومی اور ملی تشخص کی بقاء تمدن کی بقاء پر منحصر ہے۔

لباس میں تنوع

اسلام نے لباس کی مختلف اقسام اور رنگوں کو استعمال کرنے میں انسان کو اس کے ذوق، طبیعت، سماجی حیثیت اور موسمی و جغرافیائی حالات کے مطابق آزادی دی ہے۔ کسی کو بھی مخصوص قسم کے کپڑے اور مخصوص رنگ پہننے پر مجبور نہیں کیا گیا، لباس کے حوالے سے یہی شرط رکھی گئی ہیں کہ وہ ستر پوش ہو، صاف ہو اور اس سے کسی قسم کا تکبر کا اظہار کرنا مقصود نہیں ہو۔ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک شخص کو دو کپڑے مل جاتے ہیں؟ پھر یہی سوال حضرت عمر سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

اذا وسّع اللّٰہ فاوسعوا جمع رجلٌ علیه ثیابهٗ صلّی رجل فی ازار وردائی فی ازار وقمیص فی ازار وقبائی فی سراویل وردائی فی سراویل و قمیص فی سراویل وقبائی فی تبّان وقبائی فی تبّان وقمیص قال وأحسبهٗ قال فی تبّان وردائی [36]

ترجمہ: جب اللہ وسعت دے تو تم بھی وسعت کرو۔ (اب) چاہیے کہ ہر شخص اپنے کپڑے (دو دو) پہنے۔ کوئی ازار اور چادر میں نماز پڑھے، کوئی ازار اور قمیص میں، کوئی ازار اور قبا میں، کوئی سراویل (شلوار) اور چادر میں، کوئی سراویل اور قمیص میں، کوئی سراویل اور قبا میں، کوئی تبان اور قبا میں اور کوئی تبان اور قمیص میں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں، میں خیال کرتا ہوں کہ عمر نے یہ بھی کہا کہ کوئی تبان اور چادر میں۔

دیگر معاملات کی طرح لباس کے معاملے میں بھی سیرت النبی ﷺ میں وسعت نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے نہ تو کسی ایک رنگ پر اکتفا کیا اور نہ ایک ہی قسم کا کپڑا پہنا۔ آپ ﷺ کا لباس کے حوالے سے ایک ہی حکم تھا کہ اسراف و تکبر کے علاوہ ہر لباس پہنو۔ آپ ﷺ کا پسندیدہ رنگ سفید تھا۔ آپ ﷺ نے سفید رنگ کے کپڑے کو بہترین لباس قرار دیا اور میت کو بھی سفید رنگ کا ہی کفن دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔[37] آپ ﷺ کو دھاری دار، سبز رنگ کی یمنی چادر بہت پسند تھی، بعض اوقات دو دو سبز چادریں استعمال فرماتے۔ وصال کے وقت آپ ﷺ کے جسدِ مبارک پر سبز یمنی چادر ہی ڈالی گئی۔ آپ ﷺ نے سرخ چادر بھی استعمال فرمائی جس کے متعلق براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ پر جتنا سُرخ رنگ جچا تھا، اتنا کسی دوسرے پر جچا میں نے نہیں دیکھا۔[38] آپ ﷺ نے تصویروں والی چادر جس پر سیاہ بال تھے، حضرت عائشہ کی طرف سے تیار کی گئی اون کی کالی چادر اور نجران سے لائی گئی کھردرے حاشیے والی چادر بھی استعمال فرمائی۔ آپ ﷺ کو زرد رنگ بھی پسند تھا اور اس رنگ کے کپڑے بھی زیب تن فرمائے۔ آپ ﷺ نے زعفران سے رنگی ہوئی چادر اور عمامہ بھی پہنا۔ آستینوں سے تنگ شامی، اونی، زری کا تیار شدہ ریشمی جبہ، آستینوں، گریبان اور کلیوں کے دامن پر ریشمی گوٹے کا کام ہوئے جبے کو بھی زیب تن فرمایا۔ آپ ﷺ کو دھاری دار انماری اون کا جبہ دیا گیا، آپ ﷺ نے اسے

پہنا اور وہ آپ ﷺ پر اتنا جچا کہ صحابی کے بقول اس سے زیادہ کوئی دوسرا کپڑا اتنا نہیں جچا تھا۔ آپ ﷺ اسے ہاتھ کے ساتھ چھوتے اور فرماتے کہ دیکھو کتنا اچھا ہے۔ کتبِ صحاح میں خواتین کے علاوہ ابو سعید خدری اور صفوان بن امیہ کی منقش چادروں کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

آپ ﷺ نے خیبر کے علاقے کا بنایا ہوا کپڑا بھی زیب تن فرمایا، کپڑوں میں قمیص آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند تھی۔ آپ ﷺ اکثر قمیص ہی پہنتے تھے۔ ایک انصاری صحابی مجلس میں بیٹھے لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے پیٹ میں لکڑی چبھائی تو انہوں نے اس کا بدلہ طلب کیا۔ آپ ﷺ بدلہ دینے کو تیار ہوگئے تو اس صحابی نے عرض کی: آپ ﷺ تو قمیص پہنے ہوئے ہیں جبکہ میں تو ننگا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنی قمیص اوپر کر دی تو وہ صحابی آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور آپ کے پہلو کے بوسے لینے لگے اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ! میرا مقصد یہی (بوسہ لینا) تھا۔[39] اس روایت سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ رسول اللہ ﷺ لباس میں قمیص پہنا کرتے تھے جو بدلہ دینے کی خاطر آپ ﷺ نے اوپر کر دی۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی وفات پر آپ ﷺ نے اس کے کفن کے لیے اپنی قمیص اس کے بیٹے کو عطا کی تھی۔ آپ ﷺ کی قمیص کی آستین پہنچوں تک ہوتی تھی۔ ایسی قمیص بھی پہنتے جس کی آستینیں چھوٹی، لمبائی کم اور قمیص پر بٹن بھی ہوتے۔ حضرت ابوہریرہ کاٹن (Cotton) کے کپڑے زیب تن کرتے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین کی سرخ قمیصوں کے پہننے کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری قمیص کی پسندیدگی کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ پہننے میں ہلکی پھلکی محسوس ہوتی ہے۔ اس میں ازار اور چادر کے مقابلے میں زیادہ ستر کا اہتمام ہوتا ہے کیونکہ ازار اور چادر میں باندھنے اور روکنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے پہننے میں تواضع اور انکساری بھی زیادہ ہے۔" [40]

آپ ﷺ نے بازار میں سوید بن قیس سے پاجامہ (شلوار) خریدا۔ آپ ﷺ تہبند بھی باندھا کرتے تھے۔ عرب تمدن میں سونے کی انگوٹھی پہننے کا رواج تھا اور یہ لباس کا باقاعدہ حصہ تھا۔ ابتداء میں نبی کریم ﷺ نے بھی سونے کی انگوٹھی پہنی، پھر انگوٹھی پہننے کو جاری رکھا مگر اس میں اصلاح یہ کی کہ سونے کی بجائے چاندی کی انگوٹھی کو جائز قرار دیا۔ اس کے بعد ایک انتظامی اور ریاستی ضرورت کے تحت آپ ﷺ نے مہر (Stamp) والی چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور چونکہ یہ سرکاری مہر تھی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے وہ الفاظ کسی دوسری انگوٹھی پر لکھوانے اور کندہ کروانے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے موزے اور جوتے پہننے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تک انسان جوتا پہنے رکھتا ہے، وہ سوار کی طرح ہوتا ہے۔ سوار رہنے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جانور پر سوار آدمی زمین کے موذی کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح جوتا پہننے والا بھی گویا سوار کی طرح ہے جو زمین کے کیڑے مکوڑوں اور اذیت دینے والی چیزوں سے محفوظ رہتا ہے۔[41] آپ نے دوتسمے والا جوتا پہنا۔ آپ ﷺ کے جوتے چپل کی طرز کے تھے جس میں ایک ہی تلا ہوتا تھا اور اس میں تسمے لگے ہوتے تھے۔

ان روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بھی ایسا ہی وسیع النظر انسان بننے کی ضرورت ہے جیسی ہماری رہنمائی نبی اکرم ﷺ نے اپنی حسنِ معاشرت سے فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ نے مختلف رنگوں کی چادریں، جبے، قبائیں (شیروانی) اور قمیصیں پہنیں۔ آپ ﷺ

نے مختلف رنگوں کے عمامے پہنے اور کھال اور کپڑے کی مختلف اقسام کی ٹوپیاں بھی استعمال فرمائیں۔ نقش و نگار، بیل بوٹوں والی، سادہ چادریں اور اُونی کمبل بھی استعمال فرمایا۔ ایسا جبے اور پوشاکیں پہنیں جن کی آستینوں پر ریشم کا کام کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے تنگ اور کھلی، لمبی اور چھوٹی آستینوں والی قمیصیں اور شلواریں استعمال فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اپنے مزاج کے مطابق رنگوں کے کپڑے استعمال کیے اور ہر قسم کا کپڑا آپ ﷺ نے زیب تن فرمایا۔ صحابہ کرامؓ بھی نبی اکرم ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے مختلف قسم کے رنگوں کے کپڑوں کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ سلیمان بن عبد اللہ نے بیان کیا:

ادرکت المہاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سود و بیض وحم و خضر وصفر یضع احدھما العمامة علی راسہٖ ویضع القلنسوة فوقہا ثم العمامة ھکذا یعنی علی کورہ [42]

ترجمہ: میں نے مہاجرین اولین کو دیکھا ہے وہ سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کا عمامہ سر کے اوپر رکھتے اور اس کے اوپر ٹوپی پہنتے تھے، پھر ٹوپی کے گرد عمامہ کو لپیٹ دیتے تھے۔

آپ ﷺ نے صرف ایک ہی کپڑے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ نے اس وقت موجود ہر طرح کا کپڑا استعمال فرمایا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے کپڑوں کے رنگوں میں تنوع تھا جس سے اس چیز کو سمجھنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے کہ فقط ایک ہی قسم کے کپڑے یا ایک ہی رنگ کو نبی ﷺ سے منسوب کر دینا اور اس پر سختی سے عمل کرنا اوراس کے علاوہ کسی رنگ یا کپڑے کو استعمال نہ کرنا آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں بلکہ اس سے روگردانی ہے۔

اسلامی تمدن کے تحفظ کے لیے خلفائے راشدین بھی وقتاً فوقتاً مسلم علاقوں میں ہدایات جاری کرتے رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آذربائیجان میں مسلمانوں کی جماعت کو خط لکھ کر مشرکین اور کفار کے تمدن کی مخالفت کا حکم دیا تاکہ اسلامی تمدن کا تحفظ ہو سکے اور اس کا تشخص برقرار رہ سکے۔ نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کی طرف سے ایسے احکام جاری کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تہذیب و تمدن کی بقاء، اشاعت اور دیگر تمدنوں کی ایسی روایات جو اپنے تمدن کے وجود کے لیے خطرات پیدا کریں، ان کی بیخ کنی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ریاست اور مملکت کے ذمہ داران پہلے خود قومی اور ملی تمدن کو اپنائیں اور ایسی پالیسیاں ترتیب دیں جن کی بدولت عوام الناس بھی اپنے تمدن کو اپناتے ہوئے کسی قسم کی آڑ محسوس نہ کریں اور اسے باعثِ افتخار سمجھے اور اس کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

خلاصہ بحث

لباس انسان کی فطری ضرورت ہے اور اسے کسی بھی شخص کا پہلا تعارف بھی سمجھا جاتا ہے، لباس کو انسان کی خاموش زبان بھی کہا گیا ہے۔ ہر معاشرے کے اپنے رسم و رواج ہوتے ہیں جو اسے دیگر معاشروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ دیگر معاملاتِ زندگی کی طرح ان کا لباس اور پہناوا بھی دیگر معاشروں سے مختلف ہوتا ہے۔ لباس، اس کی تزئین، اس کی سلائی اور پہننے کے انداز غرض لباس کے باب میں ہر چیز دوسروں سے مختلف ہوتی ہے۔ اسلام کا تصورِ لباس دیگر تمام معاشروں اور تہذیبوں سے مختلف ہے۔ اسلام میں لباس کو فقط فطری ضرورت کے لیے ہی استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ اسے اعلیٰ تہذیبی اخلاق کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے۔ انسانی شخصیت، اس کی معاشرتی روایات اور تمدن کی خوبصورتی اس کے لباس کی ہی مرہون منت قرار دی گئی ہے۔ اسلام میں پاکیزہ لباس کو ہی تحسین کی نگاہ سے دیکھا

جاتا ہے جبکہ پراگندہ لباس کو معیارِ انسانیت کے ہی خلاف سمجھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد میں اسلامی تمدن کا جس طرح مظاہرہ پیش کیا، اس میں ہمہ لحہ پاکیزہ اور صاف لباس زیب تن کرنے کی ہی تلقین کی گئی اور رسولِ مکرم ﷺ نے خود ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہن کر اسوہ حسنہ قائم فرمایا۔ اصولی اور تفصیلی طور پر آپ ﷺ نے اپنے طرزِ عمل سے یہ واضح فرمادیا کہ روحانیت اور تقویٰ میں عروج وبلندی رہبانیت، برہنگی یا گندے لباس سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی ترقی کا راز اسی چیز میں پوشیدہ ہے کہ اسلامی تمدن کو اسی طرح اپنی حیات میں نافذ کیا جائے، جس طرح رسولِ مکرم ﷺ نے اپنے عہد میں نافذ فرمایا تھا۔ عہدِ نبوی میں اصولی طور پر ان تمام لباسوں کی ممانعت کر دی گئی جو اسلامی تمدن سے موافقت نہ رکھتے تھے۔ ایسے تمام لباس جن سے انسان کی روحانی پرواز میں کسی قسم کا خلل پیدا ہو، اس کی ممانعت ہے اور اس کے ذریعے کسی بھی قسم کے تکبر اور بڑائی کے اظہار سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام کے فلسفہ لباس میں یہ چیز بھی پیشِ نظر رہے کہ اس میں مرد وعورت کے لباس کی بھی تخصیص کر دی گئی ہے اور ہر فرد کو اس چیز کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی جنس کے لیے مخصوص کردہ لباس ہی پہن سکتا ہے۔ اسلامی تمدن کی ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ اس نے لباس کے باب میں چار چیزوں کو مد نظر رکھا ہے کہ وہ انسان کی شرمگاہ کو ڈھانپے، اس کی شخصیت میں جاذبیت لائے، اس کے ذریعے بڑائی و تکبر جیسے جذبات پیدا نہ ہوں اور اسلامی تمدن کے خلاف نہ ہوں۔ ان چیزوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کوئی سا بھی لباس پہنا جاسکتا ہے۔ اسلامی تمدن میں لباس کے لیے نہ تو کوئی مخصوص قسم کا کپڑا متعین ہے اور نہ ہی کوئی خاص قسم کی سلائی، بس اس میں اسلام کے حرام کردہ لباس شامل نہیں ہونے چاہیے۔ رسولِ مکرم ﷺ کے قائم کردہ اور متعارف کردہ نظام اور تمدن کا احیاء اور ترقی اسی بات میں پوشیدہ ہے کہ اسلامی تمدن کو اس کی اصل روح کے مطابق اپنایا جائے۔ کسی ایسی چیز پر اصرار نہ کیا جائے جو صرف ذوق کی پیداوار ہو کہ دین کے اندر ذوق کی گنجائش موجود ہے لیکن ذوق کو دین بنالینے سے انسان اسلام کی اصل تعلیمات سے بہت دور نکل جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] غلام علی حداد، **تمدنِ برہنگی اور برہنگی تمدن**، (پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، 2008ء)، ص10۔

Ghulam Ali Haddad, **Tma-ai-Brhngī aur brhangī-ai-TmaDn**, (Pakistan: mawqtadra Qaumī Zuban, 2008), p. 10.

[2] احمد بن محمد بن حنبل، **المسند**، (بیروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء)، ج36، ص613، رقم الحدیث: 22283

Aḥmad bin Muḥammad Ibn Ḥambal, **Al-Musnad**, (Bairūt: Mu’assasah Al-Risālah, 2001),vol.36, p.613, Hadīth no. 22283

[3] علی بن ابی بکر الہیثمی، **مجمع الزوائد و منبع الفوائد**، (بیروت: دارالفکر، 1412ھ)، ج5، ص131، رقم الحدیث: 8574

ʿAlī bin ABī BakaR, Al-Haythmī, **Majmʿ al-Zwayd w Manbʿ al-fwa’ayd**, (Bairaūt: Dar-ul-fīkr), Hadīth no. 8574

[4] القرآن 7:26۔

Al Qur’ān 7 :26.

[5] احمد بن حنبل، **المسند**، ج2، ص457، رقم الحدیث: 1352

Aḥmad bin Ḥambal, **Al-MusnaD**, vol.2, p.457 Hadīth no.4031

[6] یٰسین مظہر صدیقی، **عہد نبوی کا تمدن**، (لاہور: دارالنوادر، 2011ء)، ص422-421

Yasīn Maẓhar Ṣīddīquī, **Aʿhday nabwī ka Tmadun,** (Lahore: Dar-ul-nwadar, 2011), p.421-422

[7] عبدالملک بن ھشام،**السیرۃ النبویہ**،(مصر:مصطفی البابی،1955ء)،ج1،ص229-228

'Abd Al-Malik bin Hishām, **Al-Sīrah Al-Nabawiyyah,** (Egypt: Muṣṭafā Al-Bābī, 1955), vol.1, p. 228-229.

[8] محمد بن عیسیٰ الترمذی،**الجامع**،(بیروت:دارالغرب الاسلامی، 1998ء)،کتاب الادب،باب ماجاءفی الاستتار عندالجماع،ج4،ص409،رقم الحدیث:2800

Muḥammad Bin 'īsā Al-Tirmidhī,**Al-Jāmi'**,(Bairut: Dar-ul-gharab Al-īslamī, 1998),H.no.2800

[9] ابوداؤد،**السنن**،کتاب الحمام،باب ماجاءفی التعری،ج6،ص232،رقم الحدیث:3970

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth no. 3970

[10] القرآن 33:59۔

Al Qur'ān 33 :59.

[11] محمد بن جریر طبری،**جامع البیان فی تاویل القرآن**،(بیروت:مؤسسۃ الرسالۃ،2000ء)،ج20،ص324

Muhammad Bin Jarīr Tabrī, **Jamī'al BīAn Fī Tawīl īl quRAn,** (Bairūt: Mu'assasah Al-Risālah,2000),vol.20, p.324

[12] محمود بن عمرو زمخشری،**الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**،(بیروت:دارالکتاب العربی،1407ھ)،ج3،ص564

Mayhmūd bin ʿAmr Zmahshrī, **Al-kashaf ʿAn Hqayq ghwamid Al-Tanzīl, (**Bairūt: Dar-Al-kitab Alʿarbī, 1407h), vol.3, p.564

[13] ابوداؤد،**السنن**،کتاب اللباس،باب فی غسل الثوب وخلقان،ج6،ص268،رقم الحدیث:4014

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth no.4014

[14] ایضا،کتاب اللباس،باب لباس الغلیظ،ج6،ص247،رقم الحدیث:3990

Ibid, Hadīth No.3990

[15] القرآن 7:31

Al Qur'ān 7 :31

[16] الترمذی،**الجامع**،ابواب الزھد،ج4،ص182،رقم الحدیث:2404

Al-Trimdhī, **Al-Jām'i**, Hadīth No.2404

[17] مسلم،**الصحیح**،کتاب اللباس والزینۃ،**باب تحریم جرالثوب خیلاء،ج6،ص209**،رقم الحدیث:5448

Muslim, **Al- Ṣahīh**, Hadīth No.5448

[18] البخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب اللباس،باب الاکسیۃو الخمائص،ج7،ص147،رقم الحدیث:5817

Al-Bukharī, **Al-Jām'i Al-Ṣaḥiḥ**, Hadīth No.5817

[19] ابوداؤد،**السنن**،کتاب اللباس،باب من کرھہ،ج6،ص254-253،رقم الحدیث:3997

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth No.3997

[20] ایضا،ج6،ص255،رقم الحدیث:4000

Ibid, Hadīth No.4000

[21] البخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب اللباس،باب من جرازارہ **من غیر خیلاء،ج7،ص141**،رقم الحدیث:5784

Al-Bukharī, **Al-Jām'i Al-Ṣaḥiḥ**, Hadīth No.5784

[22] شبلی نعمانی،**سیرت النبی ﷺ**،(لاہور:الفیصل ناشران،2005ء)،ج6،ص457

Shiblī Nʿumanī, **Sīrat-ul-Nabī**, (Lahore:Al-faysal, 2005), Vol.6, p.457.

[23] البخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب الجہادو السیر،**باب الحریر فی الحرب،ج4،ص42**،رقم الحدیث:2919

Al-Bukharī, **Al-Jām'i Al-Ṣaḥiḥ**, Hadīth No.2919

[24] محمدبن سعد،**الطبقات الکبریٰ**،(بیروت:دار صادر،1968ء)،ج1،ص176

Muhammad Bīn Sa'ad, **Al- Tabqat-ul-kubra**, (Bayrūt: Dar-e-Ṣadar, 1968), vol.1, p.176

[25] البخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب **الجمعة**،باب یلبس احسن ما یجد،**ج2،ص4**،رقم الحدیث:886

Al-Būkhārī, **Al-Jām'i Al-Ṣaḥiḥ**, Hadīth No.886

[26] محمدبن یزیدالقزوینی،**السنن**،(الریاض:دارالسلام،1952)،کتاب اللباس،باب لبس اللحریروالذھب **للنساء،ج2،ص1190**،رقم الحدیث:3598

Muḥammad bin Yazīd Al-Qazwīnī, **Al-Sunan**, (Al-Rīyaḍh, Dār-ul-Salām,1952), Ḥ. no.3598

[27] ابوداؤد،**السنن**،کتاب اللباس،باب ماجاءفی لبس الحریر،**ج6،ص253**،رقم الحدیث:3996

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth No.3996

[28] ایضا،کتاب اللباس،باب من کرھہ،**ج6،ص256**،رقم الحدیث:4001

Ibid, Hadīth No.4001

[29] البخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب اللباس،باب **المشتبھون** بالنساء، **والمتشبہات** بالرجل،**ج7،ص159**،رقم الحدیث:5885

Al-Bukharī, **Al-Jām'i Al-Ṣaḥiḥ**, Hadīth No.5885

[30] ابوداؤد،**السنن**،کتاب الادب،باب فی الحکم فی المخنثین،**ج7،ص386**،رقم الحدیث:4844

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth No.4844

[31] مسلم،**الصحیح**،کتاب اللباس والزینة،**باب النساء الکاسیات العاریاتا المائلات الممیلات**،ج6،ص259،رقم الحدیث:5576

Muslim, **Al- Ṣahīh**, Hadīth No.5576

[32] ابوداؤد،**السنن**،کتاب اللباس،باب فیما تبدی المراۃ من **زینتہا،ج6،ص304**،رقم الحدیث:4056

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth No.4056

[33] مالک بن انس،**المؤطا**،ج5،ص1339،رقم الحدیث:3383

Mālik bin Anas, **Al-Mawaṭṭa,** Hadīth No. 3383

[34] محمد بن احمد السرخسی،**المبسوط**،(بیروت:دارالمعرفة،1993ء)،ج10،ص155

Muḥammad bin Ahmad Al-Sarkhasī, **Al-Mabsūṭ**, (Bayrūt: Dār-ul-Mʿarfat,1993), vol.10, p.155

[35] ابوداؤد،**السنن**،کتاب اللباس،باب فی لبس القباطی للنساء،**ج6،ص315**-314،رقم الحدیث:4068

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth No.4068

[36] البخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب الصلاۃ،باب الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفابہ،**ج1،ص80**،رقم الحدیث:356

Al-Bukharī, **Al-Jām'i Al-Saḥiḥ**, Hadīth No.356

[37] الترمذی،**السنن**،ابواب الادب،باب ماجاءفی لبس البیاض،ج4،ص414،رقم الحدیث:2810

Al-Trīmdhī, **Al-Sunan**, Hadīth No.2810

[38] ایضا،ابواب اللباس،باب ماجاءفی الرخصة **فی الثوب الاحمرللرجال،ج3،ص271**،رقم الحدیث:1724

Ibid, Hadīth No.1724

[39] ابوداؤد،**السنن**،کتاب الادب،باب فی **قبلة الجسد،ج7،ص556**،رقم الحدیث:5135

Abū Daūd, **Al-Sunan**, Hadīth No.5135

[40] عبدالرحمن مبارکپوری،**تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی**،(دمشق:دارالفیحاء،2011ء)،ج5،ص464

ʿAbd-ul-Rayhman MubarakPurī, **Tauhfat-ul-Ahwadhī Bashrah Jām'i Al-Trimdhī,** (Dīmashq: Dar-ul-fīḥaʾ,2011), Vol.5, p.372

[41] محمداقبال کیلانی،**کتاب اللباس**،(الریاض،**مکتبة** بیت السلام،1431ھ)،ص190

Muhammad Iqbal Kaylanī, **Kitab-ul-libas,** (Al-Rīyaḍh: Maktabah Baytul-Salam,1431h), p.190

[42] ابوبکربن ابی شیبہ،**المصنف**،(الریاض:**مکتبة** الرشد،1409ھ)،ج5،ص181،رقم الحدیث:24987

Abū Bakar bin Abī Shayba, **Al-MuṢannif, (**Al-Rīyaḍh: Maktabat-Al-Rushd,1409h), Hadīth No.24987.